مرثیہ دراحوال شہادت جناب امام حسینؑ (بند-۱۲۲)

نواب مولانا سید اصغر حسین فاخرؔ اجتہادی

(۱)

گردوں پہ جب ہلالِ محرّم عیاں ہوا
سامانِ ماتمِ شہؑ کون و مکاں ہوا
شیعوں میں شورِ نالہ وآہ و فغاں ہوا
آنکھوں سے بحرِ اشک ہر اک سو رواں ہوا
پانی ہی پانی ہوگا زمین آسمان میں
اٹھا ہے پھر تنور سے طوفاں جہان میں

(۲)

طوفاں یہ وہ ہے نوحؑ بھی ہیں جس میں آپ غرق
ہر موج بحر اشک ہے بیتاب مثل برق
اک شور ہے جہان میں از غرب تا بہ شرق
امواج سے رہا نہ زمیں آسماں میں فرق
نظروں میں قدسیوں کی سب عالم ہے آب کا
ہر اک فلک پہ ہوتا ہے دھوکا حباب کا

(۳)

کشتی مہرومہ ہے تلاطم میں روز و شب
تارے بھی ڈوب ڈوب گئے آسماں پہ سب
مضطر ہیں جن و انس و ملائک بصد تعب
ہیں غرقِ بحر بحر غم قدسیان رب
اک شور و تہلکہ ہے بپا شرق و غرب میں
کروبیانِ عرشِ معظم ہیں کرب میں

(۴)

اللہ رے موج قلزم زخار الحذر
ماہی و ماہ ایک جگہ آگئے نظر
ہر اک حبابِ بحر نے کھینچا فلک پہ سر
مانند کہکشاں کے ہیں امواج جلوہ گر
ہم پلہ جب کہ قلزم زخار ہوگیا
اک برجِ آب گنبد دوار ہوگیا

(۵)

دریائے اشک کی ہو روانی کا جب یہ حال
کیوں کر نہ غرقِ کشتیٔ تن کا ہو پھر خیال
طوفاں ہے کس غضب کا کرے خیر ذوالجلال
بچ جائے غرق ہونے سے یہ ہے بہت محال
موجوں سے ہو سکے گی بھلا احتیاط کیا
افلاک جب ہوں غرق تو اس کی بساط کیا

(۶)

فاخرؔ بس آگے شورِ روانی نہ کر بیاں
خاموش ہو ہلال عزا وہ ہوا عیاں
پڑھ لے دعا ہلال کی با نالہ و فغاں
پر شرط ہے کہ آنکھوں سے آنسو بھی ہوں رواں
گر یہ ہوا تو ساری ریاضت قبول ہے
پھر مومنوں کا مرتبہ تجھ کو حصول ہے

(۷)

شیعوں میں ہو رہے ہیں یہ سامان برملا
ہوتا ہے فرش تعزیہ خانوں میں جا بجا
پٹکا علم میں باندھ رہا ہے کوئی کھڑا
لاتا ہے کوئی تعزیہ سر پر بصد بکا
مصروف اہتمام ہر اک دل ملول ہے
ہر گھر میں آمدِ آمدِ سبط رسولؐ ہے

(۸)

نمگیرہ تعزیہ پہ کھنچا ہے جو سر بسر
خورشید خاوری سے ہے روشن زیادہ تر
جھالر نہیں خطوط شعاعی ہیں جلوہ گر
رکھے ہیں پہلوؤں میں چنور دو اِدھر اُدھر
شاہی کی اس سے شوکت و شان آشکار ہے
اس تخت پر بساط سلیماں نثار ہے

(۹)

رکھا ہے رحل پاک پہ قرآں کھلا ہوا
گویا کہ پڑھ رہا ہے کوئی مردِ با خدا
اسرار ہے کہ آتی نہیں پر کوئی صدا
خاموش ہے ادب سے ہر اک صاحبِ عزا
مجلس بغیر نالہ و آہ و فغاں نہیں
ساکت ہیں یوں کہ ایک کے منھ میں زباں نہیں

(۱۰)

منبر پہ یوں علم کی جلالت ہے آشکار
گویا کہ ذکر کرتا ہے ذاکر بصد وقار
پنجے پہ اس کے پنجۂ حورِ جناں نثار
پھولوں کے ہار جیسے ہوں پٹکوں کا وہ نکھار [1]
ہر گل سے آشکار چمن کی بہار ہے
بلبل ہزار جان سے جس پر نثار ہے

(۱۱)

وہ ضوعلم کی، سہرے کے پھولوں کی وہ مہک
پٹکوں کی وہ جھلا جھلی جھالر کی وہ چمک
پنجے پہ اس کے پنجۂ خورشید کا ہے شک
بہر زیارت آتے ہیں شام و سحر ملک
آپس میں اور تو نہ کوئی بات کرتے ہیں
ہاں مل کے افتخار و مباہات کرتے ہیں

(۱۲)

اہل عزا جو مجلسیں کرتے ہیں یکدگر
بزم عزا میں آتے ہیں یوں ہی بچشم تر
ہوتے ہیں وہ بھی باکیوں کے ساتھ نوحہ گر
ماتم میں بھی شریک وہ ہوتے ہیں بیشتر
سنتے ہیں دل سے ذکر شہؑ مشرقین کو
روتے ہیں ساتھ اہل عزا کے حسینؑ کو

(۱۳)

مجلس کے بعد ختم جو انکا ہوا گذر
ملتے ہیں اپنے دست تاسف بچشم تر
حسرت سے اس زمیں پر بچھاتے ہیں اپنے پر
کہتے ہیں دونوں ہاتھوں سے سر اپنا پیٹ کر
آنے میں ہم سبھوں کے جو تاخیر ہو گئی
ہے ہے تمام مجلسِ شبیرؑ ہو گئی

(۱۴)

جلتا ہے عود تعزیہ خانوں میں اور اگر
دلسوز دیکھ دیکھ کے ہوتا ہے ہر بشر
جل جل کے شمع اشک بہاتی ہے سر بسر
پروانہ ایک پر کوئی آتا نہیں نظر
اس بزم میں جو دل کو نہ راحت نہ چین ہے
پروانہ ایک ایک فدائے حسینؑ ہے

---

(۱) گل ہار ہیں گلوں کے وہ پٹکوں کی ہے بہار

(۱۵)

عود واگر کے جلنے سے اٹھتا ہے جو دھواں
اہل عزا کی آنکھوں کا ہے کحل بے گماں
دیکھے سے اشک ہوتے ہیں رخسار پر رواں
نابینا پر بھی صاف ہر اک چیز ہے عیاں
سرمہ بغیر میل جو آنکھوں میں بھر گیا
نظروں سے سب کی کحل جواہر بھی گر گیا

(۱۶)

روشن ہوا ہے تعزیہ خانوں میں بس کہ عود
منقل سے مثل ابر تنک ہے بلند دود
اس بو سے ہمسری کریں پھولوں کی کیا نمود
خوشبو وہ ہے کہ جس پہ ملائک پڑھیں درود
نسرین و ورد و یاس کا بازار سرد ہے
مشک و زباد و عطر کی خوشبو بھی گرد ہے

(۱۷)

کشتی میں تعزیہ کے قریں ہے گلاب پاش
کرتے ہی ذکر سینے میں ہونے لگا خراش
تیغ الم سے چاک ہوا دل مثال قاش
سینہ زنوں کے کیوں نہ جگر ہوئیں پاش پاش
آتا ہے غش بکا سے اگر شیخ وشاب کو
اہل عزا چھڑکتے ہیں منھ پر گلاب کو

(۱۸)

لاتے ہیں ان کے واسطہ جلدی سے جام آب
اک دوسرے سے کہتا ہے پنکھا جھلو شتاب
ہوئے کہیں نہ آتش غم سے جگر کباب
ظاہر ہر اک کے چہرے سے ہوتا ہے اضطراب
تیمار دیکھ دیکھ کے گھبرائے جاتے ہیں
پانی کے قطرے حلق میں ٹپکائے جاتے ہیں

(۱۹)

یاد آگیا ہے حال مجھے اک غریب کا
اہل عزا بگوش دل اس کو سنیں ذرا
مجروح ہو کے زیں سے گرے جب شہؑ ہدا
غش میں پڑے تھے خاک میں سلطان کربلا
آخر تھا کام سبط رسالتمآبؐ کا
منھ پر دیا کسی نے نہ چھینٹا گلاب کا

(۲۰)

افسوس ہے کہ اتنا بھی کوئی نہ تھا وہاں
زانو پہ رکھتا جو کہ سر شاہؑ انس و جاں
وہ لوٹنا وہ کرب وہ پیکانوں کی تکاں
فرط عطش سے نکلی تھی اینٹھی ہوئی زباں
پیاسا کیا شہید شہؑ مشرقین کو
پانی دیا نہ ایک نے بیکس حسینؑ کو

(۲۱)

رفعت میں تعزیہ کی کروں کس طرح بیاں
کلسی پہ اس کی عقد ثریا کا ہے گماں
سہرے کی آب وتاب ہے اس طرح سے عیاں
جیسے کرن ہے مہر کی بالائے آسماں
یوں دیکھنے کو تخت بھی رکھا ہے فرش پر
کرسی ضریح پاک کی لیکن ہے عرش پر

(۲۲)

تربت ضریح پاک میں جو ہے دھری ہوئی
اس سے یہی اشارہ ہے صوری و معنوی
دیتا ہوں مومنین کو اس سے میں آگہی
یہ ہے شبیہِ قبر کسی بے دیار کی
کرنی زیارت اس کی بھی اجر وثواب ہے
یہ شکلِ تربت پسر بوتراب ہے

(۲۳)

آیا جو ذکر قبر شہنشاہ دوجہاں
دل پر پڑی وہ چوٹ کہ آنسو ہوئے رواں
لازم ہے سامعیں سے کروں یہ بھی میں بیاں
کب بعد قتل دفن ہوئے شاہؑ انس و جاں
تربت بنی نہ فاطمہؑ کے نور عین کی
سوم تلک پڑی رہی میت حسینؑ کی

(۲۴)

اخبار معتبر میں یہ راوی نے ہے لکھا
بے گور تین دن رہے سلطانؑ کربلا
قوم بنی اسد کا وہاں جب گذر ہوا
سامان دفن شاہؑ انھوں نے بہم کیا
طے کرکے ایک دم میں رہِ ملک شام کو
سجادؑ زار نے کیا مدفوں امامؑ کو

(۲۵)

کرتا ہوں ذکر ناوک و مشکیزہ و علم
جو ہے نشان حضرت عباسؑ با کرم
مشک سکینہؑ لے کے چلے جب بصد حشم
دریا پہ بہر آب چلی تیغ برق دم
ان مورچوں کو تیغ علمدار کھا گئی
لڑ بھڑ کے نہر شیر کے قبضہ میں آگئی

(۲۶)

آخر سمند نہر میں ڈالا بہ کرّ وفرّ
پانی سے مشک بھر کے پھرا جب وہ نامور
انبوہ دیکھا فوج کا اول سے بیشتر
پائی کہیں نہ راہ نظر کی اِدھر اُدھر
جھپٹا ہزبر فوج ضلالت شعار پر
لاکھوں سے تیغ چلنے لگی تب کچھار پر

(۲۷)

کرتے تھے جتنے قتل علمدارؑ نامدار
اس سے دوچند آتے تھے بہر کمک سوار
بادل جو فوج شام کے چھائے تھے بے شمار
تیروں کا مینھ برسنے لگا ان سے ایک بار
صفدر اجل کے ہاتھ سے ناچار ہو گیا
ناوک ستم کا مشک سے اک پار ہو گیا

(۲۸)

تشبیہ ہے اسی کی یہ مشکیزہ و علم
روتا ہے جسکو دیکھ کے ہر اک بصد الم
تھا چور چور سر سے قدم تک وہ ذی حشم
پرنالے خوں کے بہتے تھے زخموں سے ہے ستم
صدمہ ہوا یہ اور دل چاک چاک پر
پانی کے ساتھ گر پڑے عباسؑ خاک پر

(۲۹)

گرتے ہی دی حضور کو آواز ناگہاں
دوڑے حسینؑ جانبِ دریا بصد فغاں
تھا بس کہ وقت نزع علمدارؑ نوجواں
آخر تھا دم، زمیں پہ رگڑتے تھے ایڑیاں
ارمان دید لے کے جہاں سے گذر گئے
شہؑ راہ میں ابھی تھے کہ عباسؑ مر گئے

(۳۰)

ساحل پہ پہنچے جب کہ شہنشاہؑ بحر و بر
دیکھا کہ چور چور ہیں عباسؑ نامور
چہرے پہ مردنی کے ہیں آثار سر بسر
گھبرا کے منہ کو شاہؑ نے دیکھا بچشم تر
قلب و جگر پہ آپ کے صدمے گذر گئے
ثابت ہوا حسینؑ پہ عباسؑ مر گئے

(۳۱)

روتے ہوئے اٹھے جو شہنشاہؑ بحر و بر
سیدھے نہ ہو سکے کہ جھکی جاتی تھی کمر
مشک و علم کو لے کے چلے پھر بچشم تر
لائے جھکا کے خیمے میں شبیرؑ نوحہ گر
فرمایا شہؑ نے ہمدم و غمخوار مر گیا
لو لشکر خدا کا علمدارؑ مر گیا

(۳۲)

برپا ہوا خیام میں یہ سن کے شور و شین
بیوہ نے دلخراش کئے اس طرح کے بین
جسکو کہ سن سکے نہ شہنشاہؑ مشرقین
روتے ہوئے خیام کے باہر گئے حسینؑ
پھر تازہ داغ جعفرؑ طیار کا ہوا
ماتم علم کے نیچے علمدار کا ہوا

(۳۳)

شیعوں میں ہے رواج وہی اب تلک بپا
لاتے ہیں مجلسوں میں علم جب بصد بکا
کرتے ہیں رو کے ماتم سلطانؑ کربلا
رقت سے ہوش ایک کے ہوتے نہیں بجا
رایت کے گرد فرط محبت سے پھرتے ہیں
کھا کھا کے غش زمین پہ آخر کو گرتے ہیں

(۳۴)

ہمشکل مصطفیؐ نے جو دیکھا یہ ماجرا
یعنی شہید ہو گئے عباسؑ باوفا
لینا تھا انتقام جو عمو کے خون کا
پاؤں پہ گر کے شاہؑ سے لی جنگ کی رضا
رن میں چلے نبرد کو جب فوج شام سے
غصہ میں کھینچی تیغ جری نے نیام سے

(۳۵)

جاتے ہی فوج شام پہ صفدر برس پڑا
الٹی صفیں جری نے وہ، توڑا یہ مورچہ
چھینا کسی کا گرز کسی کا تبر لیا
کاٹا سر اُس کا اِس کو کمر سے کیا دوتا
دو ٹکڑے ایک ہاتھ میں ہر اک سوار تھا
آفت کی ضرب تھی تو قیامت کا وار تھا

(۳۶)

شیرانہ حملہ ور تھا جری فوج شام پر
غصہ سے جھپٹا گاہ اِدھر اور کبھی اُدھر
میداں سے بھاگنے لگے ڈر ڈر کے اہل شر
اک ہاتھ میں اڑا دیئے دس دس کے تن سے سر
حملے دکھا دیئے اسد ذوالجلال کے
ٹکڑے اڑا دیئے سپہ بد خصال کے

(۳۷)

پر حیف ہے کہ خود بھی جراحت سے چور ہیں
زخموں سے اور پیاس کے دل پر وفور ہیں
غازی سے گو کہ حضرت شبیرؑ دور ہیں
پر ابتدا سے محو نظارہ حضور ہیں
لگتے ہیں زخم جب پسر تشنہ کام پر
پڑتے ہیں سب وہ قلب امامؑ انام پر

(۳۸)

برچھی پڑی جگر پہ یہ دیکھا امامؑ نے
اک آہ کی حسین علیہ السلام نے
آواز دی یہ اکبرؑ عالی مقام نے
جلد آیئے کہ کھائی سناں اس غلام نے
آنکھوں سے خوں بہا کے شہنشاہؑ دیں چلے
ہاتھوں سے دل پکڑ کے امامؑ مبیں چلے

(۳۹)

پہونچے اِدھر تو روتے ہوئے شاہؑ دوجہاں
گھوڑے سے گر چکے تھے اُدھر اکبرؑ جواں
زخموں سے چور چور تھا سب جسم ناتواں
باقی تھی جان آنکھوں میں تھے دم کے میہماں
باعث یہ ہے جو آنکھوں میں جان نزار ہے
دیدار آخری کا فقط انتظار ہے

(۴۰)

روکر کہا حسینؑ نے اکبرؑ ہم آئے ہیں
آنکھیں تو کھولو اے مہ انور ہم آئے ہیں
تم نے بلایا تھا مرے دلبر ہم آئے ہیں
کچھ تو کہو شبیہ پیمبرؐ ہم آئے ہیں
تکلیف دیتے دھیان نہ کچھ آیا آپ کو
میداں میں کیوں طلب کیا مظلوم باپ کو

(۴۱)

جسدم سنی صدائے شہنشاہؑ بحرو بر
بیٹے نے آنکھیں کھول کے دیکھا رخِ پدر
اک آہ کی کہ ہل گئے سب کوہ و دشت و در
رکھا اٹھا کے پائے مبارک پہ اپنا سر
جھونکا خزاں کا باغ جوانی میں چل گیا
سر پاؤں پر دھرا رہا اور دم نکل گیا

(۴۲)

پاؤں سے سر اٹھایا امامؑ انام نے
دیکھا کہ انتقال کیا تشنہ کام نے
جاں کی نثار اکبرؑ عالی مقام نے
اک آہ کہ حسین علیہ السلام نے
طاقت گھٹی یہ فاتح خیبر کے لال کی
میت اٹھی نہ شہؑ سے برابر کے لال کی

(۴۳)

میت پسر کی شاہؑ نے رکھ دی زمین پر
مجبور ہو کے اٹھے شہنشاہؑ بحر وبر
کہنے لگے یہ سبط پیمبرؐ بچشم تر
گھبرانا دل میں کچھ نہ تم اے پارۂ جگر
آتا ہوں میں بھی زیست سے دل میرا سیر ہے
گردن پہ تیغ تیز کے چلنے کی دیر ہے

(۴۴)

جاتا ہوں اب میں خیمہ میں اے اکبرؑ جواں
اک بار مجھ کو دیکھ لیں تا اور بیبیاں
زینبؑ جو پوچھیں تم کو کروں ان سے کیا بیاں
دیتے ہو کچھ پیام پھوپھی جاں کو میری جاں
حفظِ نبیؐ و شیر خدا میں دیا تمہیں
جاتا ہوں میں خدا کے حوالے کیا تمہیں

(۴۵)

گھر کو چلے یہ کہہ کے شہنشاہؑ باکرم
زینبؑ کھڑی تھیں در پہ کھلے سر بچشم نم
دیکھا اکیلے آتے ہیں رن سے شہؑ امم
آیا نہ ساتھ باپ کے فرزندِ ذی‌حشم
آئی نظر جو شکل نہ اکبرؑ سے ماہ کی
زینبؑ نے دل کو تھام کے اک سرد آہ کی

(۴۶)

ناگاہ پہونچے خیمہ کے در پر شہؑ زمن
باہیں گلے میں ڈال کے رونے لگی بہن
بھائی سے کی یہ عرض بصد صدمہ ومحن
فرمایئے کہاں ہے میرا شیر صف شکن
غربت میں آس میرے بڑھاپے کی توڑ کے
تنہا حضور آئے ہیں لاکھوں میں چھوڑ کے

(۴۷)

کیا وجہ ہے کہ آئے نہ ہمشکل مصطفیؐ
جلدی بتایئے کہ تڑپتا ہے دل مرا
سایہ صفت وہ ہوتے نہ تھے آپ سے جدا
پروانہ وار شمع امامت پہ تھے فدا
وہ تو جدا نہ ہوتے تھے اک دم بھی باپ سے
لوں گی میں اپنے گود کے پالے کو آپ سے

(۴۸)

شہؑ نے کہا میں کیا کہوں اے زینبؑ حزیں
تم سن سکوگی حالِ علی اکبرؑ حسیں
آئے پدر کے ساتھ وہ کس طرح مہ جبیں
آرام کر رہا ہے تمہارا وہ نازنیں
غفلت بڑی ہے خواب کی اس نور عین کو
چھوڑا ہے دشمنوں میں اکیلا حسینؑ کو

(۴۹)

کیا پوچھتی ہو مجھ سے کہ اکبرؑ کدھر گئے
سینے پہ برچھی کھا کے جہاں سے گذر گئے
بیکس پدر کے گھر سے وہ دادی کے گھر گئے
پیری میں اے بہن ہمیں برباد کر گئے
غربت میں آ کے لٹ گئی دولت حسینؑ کی
مقتل میں وہ پڑی ہے بضاعت حسینؑ کی

(۵۰)

جس دم سنی یہ شاہؑ سے وحشت اثر خبر
زینبؑ نے چوب خیمہ پہ دے مارا اپنا سر
شق ہو گئی جبیں، ہوئی پوشاک خوں میں تر
دوران سر سے گر پڑی تیورا کے خاک پر
دونا ہوا ملال شہؑ مشرقین کو
غش آیا بنتِ فاتح بدر و حنین کو

(۵۱)

تھے زخمِ سر کے خون سے رخسار جو کہ تر
رومال سے وہ پاک کئے شہؑ نے بیٹھ کر
آیا نہ ہوش بنت یداللہ کو مگر
گھبرائے سب تو کہنے لگے شاہؑ بحر و بر
مضطر نہ ہو یہ جائے تفکر ذرا نہیں
آتا ہے دم میں ہوش تردد کی جا نہیں

(۵۲)

یہ کہہ رہے تھے سب سے ابھی شاہؑ ذی وقار
کھولیں جو آنکھیں حضرت زینبؑ نے ایک بار
پوچھا مزاج شاہؑ نے جسدم بحال زار
کی عرض اب تو خوب ہوں میں شکرِ کردگار
اکبرؑ کے غم میں جان نہیں جسم زار میں
پر کیا ہے بس مشیتِ پروردگار میں

(۵۳)

شہؑ نے کہا کہ سچ ہے، کوئی بس نہیں بہن
کوئی گوارہ کرتا ہے رنج و غم محن
پامال اپنا کرتا ہے کوئی بھلا چمن
مجبور تھا یہ بیکس و ناشاد و بے وطن
ہر امر میں خدا پہ توکل ہی چاہئے
انسان کو تو صبر و تحمل ہی چاہئے

(۵۴)

زینبؑ سے کہہ رہے تھے ابھی شاہؑ نامدار
هَلْ مِنْ مُبَارِزٍ کی صدا آئی ایک بار
کہنے لگے یہ سن کے امامؑ فلک وقار
میداں کو اب میں جاتا ہوں لو بہر کارزار
ہے شوق جنگ فاطمہؑ کے نور عین کو
اب ایک دم بھی موت ہے جینا حسینؑ کو

(۵۵)

مشتاق تیغ و تیر و تبر ہے یہ جسمِ زار
مدت سے بحر جنگ مرا دل ہے بے قرار
آیا وہ وقت جس کا تھا بچپن سے انتظار
رخصت کرو حسینؑ کو سب مل کے ایک بار
دیتا ہوں تم سبھوں کو خدا کی پناہ میں
جاتا ہوں سر کٹانے میں راہِ الٰہ میں

(۵۶)

زینبؑ یہ بولی بیبیو! آہ غضب ہوا
جاتے ہیں سر کٹانے شہنشاہؑ کربلا
مشتاقِ آبِ تیغ ہے سوکھا ہوا گلا
رکتے نہیں ہیں مجھ سے اکیلے شہؑ ہدا
ہے شوقِ قتل سبط رسالتؐ پناہ کو
رو کو خدا کے واسطے سب مل کے شاہؑ کو

(۵۷)

فضہؑ کدھر ہے بانوئے عالم کو دے خبر
تنہا چلے ہیں لاکھوں میں سلطانؑ بحر و بر
ہوتا ہے اب تباہ رسولؐ خدا کا گھر
رن میں خدا نخواستہ زخمی ہوئے اگر
اہل ستم کے ہاتھوں پہ برباد گھر ہوا
گر دشمنوں کو شاہؑ کے نوع دگر ہوا

(۵۸)

لوگو! کہاں ہے باپ کی عاشق پھوپھی کی جاں
کہہ دو کہ شاہؑ دیں ہیں کوئی دم کے میہماں
پاؤں گی پھر نہ باپ کا اپنے کوئی نشاں
جاتے ہیں قتل ہونے کو شاہنشہِ زماں
میداں سے قصد اب نہیں آنے کا آپ کا
آکر سکینہؑ دیکھ لے دیدار باپ کا

(۵۹)

زینبؑ تو کہہ رہی تھیں ابھی یہ بدرد و غم
اتنے میں آئیں بانوئے عالم بچشم نم
فرمایا رن کو جاتے ہیں سلطان با کرم
دشمن ہیں لاکھوں اور اکیلے شہؑ امم
اللہ سر سے شہؑ کے بلاؤں کو رد کرے
بیٹا بھی اب نہیں جو پدر کی مدد کرے

(۶۰)

بانو نے شہؑ سے عرض کی یہ رو کے ایک بار
میداں کو آپ جاتے ہیں گر بہرِ کارزار
حامی ہمارا کون ہے یا شاہؑ ذی وقار
فرمایا سب کا حافظ و حامی ہے کردگار
لازم ہے صبر گو کہ یہ مشکل کی راہ ہے
غربت میں تم سبھوں کا نگہباں الٰہ ہے

(۶۱)

کی عرض یہ درست ہے یا شاہؑ انس و جاں
انصاف کی یہ جا ہے مگر یا شہؑ زماں
اولاد فاطمہؑ سے ہیں سب اور بی بیاں
حرمت ہر ایک ان کی کرے گا عدوئے جاں
ایسا نہ ہو کہ تابع فوج شریر ہوں
ڈرتی ہوں یہ کہ پھر نہ دوبارہ اسیر ہوں

(۶۲)

فرمایا تم کو خوف ہے گر یہ بحالِ زار
آئے گا بعد قتل مرا در پہ راہوار
اس باوفا کی پیٹھ پہ ہوگی جو تم سوار
بھیجے گا اک فرشتہ حفاظت کا کردگار
ڈرنا نہ دل میں فوج جو مابین راہ ہو
جانا اُدھر جدھر کو کہ حکم الٰہ ہو

(۶۳)

یہ ذکر تھا کہ آئی سکینہؑ بھی ناگہاں
کی عرض کیا ارادہ ہے یا شاہؑ انس و جاں
سنتی ہوں میں کہ جاتے ہیں مولائے دو جہاں
بیٹی کا بھی خیال ہے کچھ اے شہؑ زماں
جانے نہ دوں گی آپ کو ہاتھوں کو جوڑ کے
پردیس میں نہ جایئے ہم سب کو چھوڑ کے

(۶۴)

فرمایا شہؑ نے آؤ ہمارے گلے لگو
جنگ و جدل کے واسطے مانع مگر نہ ہو
رو رو کے میری جان نہ آنکھوں کو تم ملو
گر چاہتی ہو ہم کو تو اذنِ جہاد دو
بی بی ہم انکے کام نہ گر آج آئیں گے
شیعہ تمہارے باپ کے بخشے نہ جائیں گے

(۶۵)

چپ ہو گئی پدر سے یہ سن کر جھکا کے سر
روئے گلے لگا کے شہنشاہؑ بحر وبر
بیٹی سے اپنی کہنے لگے شہؑ بچشم تر
ہونا ہلاک روکے نہ، قربان ہو پدر
ہوگا ضرور وہ کہ جو ہے سرنوشت میں
جلدی بلائیں گے تمہیں بی بی بہشت میں

(۶۶)

یہ سن کے خوش وہ ہوگئی مغموم و خستہ جاں
عابدؑ کے پاس آئے وہاں سے شہؑ زماں
غش میں پڑے تھے سید سجادؑ ناتواں
شانہ ہلا یا کہہ کے یہ با نالہ و فغاں
جاتے ہیں مرنے باپ سے مل لو ہم آئے ہیں
اے لال آنکھیں کھول کے دیکھو ہم آئیں ہیں

(۶۷)

غش میں سنا جو نالۂ شاہؑ فلک وقار
عابدؑ نے آنکھیں کھول کے دیکھا بحال زار
پوچھا مزاج شہؑ نے جو باچشم اشکبار
بیمار نے یہ رو کے کہا شکر کردگار
طاقت نہیں ہے ضعف سے مجھ میں کلام کی
آتی نہیں نظر مجھے صورت امامؑ کی

(۶۸)

شہؑ نے کہا شفا تمہیں دے جلد ذوالجلال
ہم سے تو دیکھا جاتا نہیں ہے تمہارا حال
رن میں وغا طلب ہے اُدھر قوم بد خصال
جاتا ہے اب جہاد کو خیرالنساؑ کا لال
بیٹا پدر کے ہوتا اگر اختیار میں
تنہا نہ چھوڑتا تمہیں اس حالِ زار میں

(۶۹)

پر کیا کروں کہ بس نہیں مجبور ہے پدر
چارہ سوائے صبر کے آتا نہیں نظر
عابدؑ سے پھر یہ کہنے لگے شاہؑ بحر وبر
جاتا ہوں بہر جنگ خدا حافظ اے پسر
کرنا نہ بد دعا کہیں جنگی سپاہ کو
صبر و رضا سے کاٹیو خالق کی راہ کو

(۷۰)

یہ سن کے روئے حضرت عابدؑ بحال زار
بیمار کو پھر آگیا غش غم سے ایک بار
اٹھے وہاں سے روتے ہوئے شاہؑ ذی وقار
زینب سے یہ کہا کہ خبردار ہوشیار
جاتا ہوں سر کٹانے میں راہ اللہ ہوں
گھر تم کو سونپا اور تمہیں حق کی پناہ میں

(۷۱)

در کی طرف بڑھے جو شہنشاہؑ کربلا
دوڑے سب اہل بیتؑ کھلے سر برہنہ پا
صبر و رضا کے بعد یہ اک ایک سے کہا
لو الوداع اے حرمِ ختم انبیا
حفظ علیؑ و ختم رسلؐ میں دیا تمہیں
جاتے ہیں، لو خدا کے حوالے کیا تمہیں

(۷۲)

عصمت سرا کے در پہ جو پہنچے شہؑ زماں
پردہ اٹھایا دوڑ کے فضہؑ نے ناگہاں
سر پیٹتی ہی رہ گئیں خیمہ میں بی بیاں
بیت الشرف سے نکلے شہنشاہؑ دوجہاں
آیا نظر نہ کوئی امامؑ انام کو
ہاں ایک دیکھا اشہبِ گردوں مقام کو

(۷۳)

ہونے لگا سوار جو خیر النساؑ کا ماہ
اک بی بی نکلی خیمے سے لب پر تھی آہ آہ
اوڑھے تھے مثلِ پوششِ کعبہ، عبا سیاہ
پہونچی قریب شاہؑ کے با حالت تباہ
غربت پہ رو رہی تھی شہؑ مشرقین کی
تھامی رکاب فخر سے بیکس حسینؑ کی

(۷۴)

راوی جو ہے حمید یہ کرتا ہے وہ بیاں
پوچھا کسی نے کون یہ بی بی ہے کرعیاں
میں نے کہا کہ تو نہیں واقف خدا کی شاں
اے بے خبر یہ خواہر سرورؑ ہے بے گماں
زہراؑ کی جان، روح یہ حق کے ولی کی ہے
زینبؑ ہے اس کا نام، یہ بیٹی علیؑ کی ہے

(۷۵)

بیٹھے سنبھل کے جب شہؑ ذیجاہ زین پر
لی باگ بائیں ہاتھ میں شہؑ نے بکر و فر
شبدیزِ بیمثال نے دُم کو کیا چنور
دونوں کنوتیوں کو ملایا اٹھا کے سر
کلغی نہ تھی وہ سر پہ فراست کا تاج تھا
روکے ہوئے تھے شاہؑ تو برہم مزاج تھا

مطلع ثانی (۷۶)

میداں کو جب سواری شاہِ زمن چلی
گلگوں وہ کیا چلا کہ نسیم چمن چلی
تھی اک پری کہ اڑتی سوئے انجمن چلی
ماتھے پہ سہرا باندھے ہوئے یا دولہن چلی
اٹھکھیلیاں وہ کرتا تھا شاہِ حجاز سے
مثل عروس پاؤں اٹھاتا تھا ناز سے

(۷۷)

لکھتا ہے باد پا کی کمیت قلم ثنا
نتھنوں سے اس کے آتی تھی فرفر کی جو صدا
اس سے یہی اشارہ وایما تھا برملا
پلٹوں گا جب تو پاؤں گا رف رف کا مرتبہ
صرصر سے تیز تر ہوں نسیم صباح ہوں
میں اور کوئی رخش نہیں ذوالجناح ہوں

(۷۸)

ادنیٰ سا ذوالجناح کی سرعت کا ہے یہ حال
جمتے نہیں ہیں ایک جگہ فکر اورخیال
دیکھے گا اس کی تیز روی کی اگر وہ چال
ہوجائے گا زمانۂ ماضی بھی آج حال
بادل بھی اس کے ساتھ میں تھک تھک کے رہ گئے
ساکن جو حرف تھے متحرک وہ ہوگئے

(۷۹)

چھیڑا فرس کو خسرو گردوں رکاب نے
بدلیں کنوتیاں فرس لاجواب نے
تنکر کسی کمر شہؑ عالیجناب نے
غل تھا کہ دیکھو عود کیا پھر شباب نے
شیب و شباب آپ کے ہے اختیار میں
قوت دوبارہ ہوگئی جسم نزار میں

(۸۰)

مہمیز کی جو شاہؑ نے گھوڑا ہوا ہُوا
مشہور جب سے خلق میں یہ بادپا ہوا
چرچا سپاہ شام میں یہ جابجا ہوا
آیا نظر نہ ایک کو دیکھو یہ کیا ہوا
کیا تیزرو سمند امامؑ ہدا کا ہے
سن سے فرس اڑا کہ یہ جھوکا ہوا کا ہے

(۸۱)

ناگاہ پہونچے رن میں شہنشاہؑ دوجہاں
بہر رجز ہوئے لب شبیرؑ دُرفشاں
آگاہ ہو کہ کون ہوں میں اے عدوئے جاں
اپنا حسب نسب تو ہے کونین پر عیاں
ابنِ علیؑ ہوں سبطِ رسولِؐ جہاں ہوں میں
اے جاہلو! سنو کہ امامِ زماں ہوں میں

(۸۲)

ظاہر میں گو کہ آج ہوں مظلوم و بے دیار
لیکن خدا نے مجھکو دیاہے سب اختیار
کھینچوں جو بہر جنگ میں حیدرؑ کی ذوالفقار
اک دم میں سب ہلاک ہو یہ فوجِ نابکار
مجھ کو سب اختیار ہے قرب و بعید کا
گر چاہوں یاں سے تخت الٹ دوں یزید کا

(۸۳)

نام یزید سن کے یہ کہنے لگے عدو
بس بس زباں سنبھالئے یاشاہ نیک خو
اچھی نہیں یہ رمز و کنایہ کی گفتگو
کاٹھی سے جلد کھینچئے شمشیر شعلہ رو
شہرے جہاں میں ہیں برش ذوالفقار کے
حملے دکھایئے اسدِ کردگار کے

(۸۴)

یہ سن کے سرخ ہوگیا غصے سے روئے پاک
تیغ الم سے دل ہوا حضرت کا چاک چاک
فرمایا چپ ہو بس نہیں ہوگا ابھی ہلاک
کرتے ہو مجھ پہ طعن تمہارے سروں پہ خاک
عاجز نہیں ہوں میں مجھے بے بس سمجھتے ہو
ابنِ ابوتراب کو بیکس سمجھتے ہو

(۸۵)

زندہ ابھی جو ہوتے علمدارؑ نامدار
اس کا جواب دیتے وہ اے قومِ نابکار
میں کیا لڑوں کہ غم سے ہے قلب وجگر فگار
طاقت ہماری لے گئے عباسؑ ذی وقار
ہوتے قوی یہ ہاتھ جو حیدرؑ کے لال کے
حملے دکھاتا پھر اسدِ ذوالجلال کے

(۸۶)

کاٹھی سے تیغ کھینچ لی حضرت نے ایک بار
ابر سیہ سے آئی نظر برقِ شعلہ بار
کہنے لگی یہ فوج سے تن کر بصد و قار
پہچانتے ہو کون ہوں میں اے ستم شعار
اک اک کو دو کروں گی بڑی آبدار ہوں
میں اور کوئی تیغ نہیں ذوالفقار ہوں

(۸۷)

فقرے ہیں تیز تر کہیں میرے حسام سے
رکھتی ہوں دشمنی میں ہر اک تیرہ فام سے
نکلی ہوں کوندتی ہوئی ابرِ نیام سے
چھوٹے گا زنگ خونِ جوانانِ شام سے
بنکر گروں گی برق میں اہل عناد پر
مدت کے بعد آج کھنچی ہوں جہاد پر

(۸۸)

خارا شگاف و برق دم و شعلہ ور ہوں میں
خنجر سے تیز، تیغ سے بھی تیز تر ہوں میں
زیر زمیں کبھی ہوں کبھی چرخ پر ہوں میں
آئیں عدو کے وار تو شہؑ کی سپر ہوں میں
تیغیں چلیں ہزار شہؑ مشرقین پر
کیا تاب ہے کہ آنچ بھی آئے حسینؑ پر

(۸۹)

اوچھا سا میرا وار اگر کوئی پڑ گیا
رودار بھی اگر تھا تو چہرہ بگڑ گیا
میں جس جگہ چلی وہ محلہ اجڑ گیا
بھائی سے بھائی باپ سے بیٹا بچھڑ گیا
ٹکڑے اڑا دئے ہیں ہر اک بد صفات کے
کاٹے ہیں میں نے سیکڑوں رشتے حیات کے

(۹۰)

جس صف پہ میں چلی ہوئی بے جاں وہ صف کی صف
جل کر وہ خاک ہوگئی کوندی میں جس طرف
جوہر شناس تھے مرے شاہنشہؑ نجف
آیا ہے کم مرے لئے لاسیف کا شرف
بیرالعلم میں جاکے لڑی قوم جان سے
نازل ہوئی علیؑ کے لئے آسمان سے

(۹۱)

قائل ہیں سب جہاں میں مری کاٹ چھاٹ کے
پیر اک ڈوب ڈوب گئے میرے گھاٹ کے
کرتے ہیں وصف روح امیں میری کاٹ کے
خندق کو میں نے بھر دیا لاشوں سے پاٹ کے
دشمن کو میں جفا ہوں عدو کو میں جور ہوں
دیکھو میں ذوالفقار ہوں یا کوئی اور ہوں

(۹۲)

برسوں کے بعد آج کھنچی پھر میں شعلہ ور
خندق کی جنگ آج پھر آجائے گی نظر
ان سب سے معرکہ یہ کہیں ہے زیادہ تر
اک بار اور بس میں کھینچوں گی بہ کرّ و فر
رن پر چڑھی ہوں اب شہؑ کون و مکاں کے ساتھ
نکلوں گی پھر ظہور امامؑ زماں کے ساتھ

(۹۳)

آئے اُدھر سے تیر، بڑھے اس طرف سے شاہؑ
اعدا پہ بند ہوگئی امن و اماں کی راہ
اک دل ہوئی نبرد پہ سب شام کی سپاہ
چلنے لگی وہ تیغ کہ اللہ کی پناہ
بھاگے ہوئے تھے خوف سے جو تیغ تیز کے
ان پر بھی بند ہوگئے کوچے گریز کے

(۹۴)

جھپٹے حسینؑ فوج پہ غصہ میں جس طرف
ہوجاتی تھی مصاف میں وہ صاف صف کی صف
لڑتا تھا تشنہ کام ہزاروں سے جو خلف
احسنت کہتے جاتے تھے شاہنشہِؑ نجف
اس طرح کا تو مجھ سے کبھی رن پڑا نہیں
اِس تشنگی میں میں بھی کبھی یوں لڑا نہیں

(۹۵)

جس صف پہ تیغ کھینچ کے شاہ اممؑ بڑھے
پیچھے ہٹے، نہ ایک کے آگے قدم بڑھے
ڈر ڈر کے کانپتے ہوئے اہل ستم بڑھے
اک اک نہ بڑھ سکا تو رسالے بہم بڑھے
جب متصل غبار اٹھا رن میں دشت سے
طبقہ زمیں کا اڑگیا گھوڑوں کی گشت سے

(۹۶)

چمکی کبھی یہ تیغ اِدھر اور اُدھر کبھی
پوشیدہ ہوگئی کبھی آئی نظر کبھی
زیر زمیں کبھی گئی بالائے سر کبھی
خنجر کبھی تھی، تیغ کبھی تھی، سپر کبھی
پڑتے تھے وار جو شہؑ گردوں مقام پر
سینہ سپر یہ ہوتی تھی شاہؑ انام پر

(۹۷)

برق حسام شاہؑ چمکتی تھی بار بار
اوچھے سے وار میں بھی لچکتی تھی بار بار
آنکھوں میں مثل خار کھٹکتی تھی بار بار
پی پی کے خون اور لپکتی تھی بار بار
لاشوں سے ہر نشیب کو وہ پاٹتی اٹھی
کیا خون کا مزہ تھا کہ لب چاٹتی اٹھی

(۹۸)

کیسی رسا تھی دل میں گذرتی تھی بار بار
اعدا کا خون پی کے نکھرتی تھی بار بار
مثلِ عروس آپ سنورتی تھی بار بار
اٹھکھیلیاں حسینؑ سے کرتی تھی بار بار
خوشبوئے سیب آتی تھی جب ذوالفقار سے
مولا بھی چوم لیتے تھے قبضے کو پیار سے

(۹۹)

تھمتی تھی بار بار تو چلتی تھی بار بار
گرتی تھی بار بار سنبھلتی تھی بار بار
چہرے کا اپنے رنگ بدلتی تھی بار بار
ناگن تھی اک کہ زہر اگلتی تھی بار بار
جس کو ڈسا تھا فوج میں اس کا یہ حال تھا
نیلے تھے زخم خون سے سب جسم لال تھے

(۱۰۰)

آئی اگر سپر پہ تو مغفر کو دو کیا
مغفر کو کاٹ کر جو بڑھی سر کو دو کیا
سر سے بڑھی تو جوشن و بکتر کو دو کیا
بکتر سے بڑھ کے اسپ کے پیکر کو دو کیا
ہر ہاتھ میں وہ جاتی نہ کیوں کر زمین میں
روح الامیں کے ڈھونڈھتی تھی پر زمین میں

(۱۰۱)

اٹھی زمیں سے جب تو قیامت بپا ہوئی
جس کے بھی سر پہ آئی اسے یہ بلا ہوئی
جھک کر ملی گلے سے تو گردن جدا ہوئی
تن کر اٹھی تو شاہؑ امم پر فدا ہوئی
جانیں نثار کرتی تھی سبطِ رسولؐ پر
پروانہ ذوالفقار تھی شمع بتولؑ پر

(۱۰۲)

شمشیر و تیر و گرز و سناں، نیزہ و تبر
اسوار و اسپ و زین و زرہ، مغفر و سپر
بازو و دست وپنجہ وسینہ، گلوو سر
زانو و پشت و پا و شکم، پہلو و کمر
کاٹا سبھوں کو شاہ نے ایک ایک وار سے
دو دو ہر ایک چیز ہوئی ذوالفقار سے

(۱۰۳)

مغفر کہیں تھے اور کہیں سر پڑے ہوئے
جوشن کہیں تھے اور کہیں بکتر پڑے ہوئے
کیا کیا تھے نوجوان دلاور پڑے ہوئے
دم توڑتے تھے خاک پہ افسر پڑے ہوئے
پیوند خاک فوج کے سردار ہوگئے
کشتوں کے پشتے لاشوں کے انبار ہوگئے

(۱۰۴)

آتش فشان و برق دم و آبدار ہے
بیباک ہے پری کہ سروں پر سوار ہے
فوج یزید میں یہی ہرسو پکار ہے
خیبر میں جو کھنچی تھی وہی ذوالفقار ہے
اضداد سب ہیں جمع یہ اس میں کمال ہے
بھاگو کہ اس سے جان بچانا محال ہے

(۱۰۵)

آئی جوسن سے خود و سپر سے گذر گئی
خود و سپر کو کاٹ کے سر سے گذر گئی
کیا تھی رسا کہ قلب و جگر سے گذر گئی
ثابت ہی کچھ ہوا نہ کدھر سے گذر گئی
دہنی طرف شقی کا فرس ڈر کے پھر پڑا
کھائی ہوا جو زخم نے دو ہوکے گر پڑا

(۱۰۶)

گر کر اٹھی جو تیغ اِدھر سے اُدھر گئی
آئی جو سر پہ تنگِ فرس سے گذر گئی
جس جا گئی وہ صورتِ فتح و ظفر گئی
بے سر ہزاروں کردئے جس غول پر گئی
وہ آبدار خون کا دریا بہا گئی
بسمل کے لوٹنے کا تماشہ دکھا گئی

(۱۰۷)

آیا جو منہ سے حرف بڑا کوئی بول کے
پہنچے وہیں حضور بھی تلوار تول کے
نیزوں کے بند جو بندھے ایک ایک غول کے
پلٹی حسام شاہؑ انہیں کھول کھول کے
شمشیر آبدار کو بس اس پہ ناز ہے
مشکل کشا کے لال پہ ہر عقدہ واز ہے

(۱۰۸)

حملہ کیا اِدھر کبھی، جھپٹی کبھی اُدھر
اِس صف کے سینے چاک کئے اُس کے کاٹے سر
تلوار چھینی ایک کی لی ایک کی سپر
زیں سے اٹھا کے ایک کو پٹکا زمین پر
سب گرد برد وادئ پُر خار ہوگیا
پیوند خاک کا تن غدار ہوگیا

(۱۰۹)

حملے تھے مثلِ شیر گرسنہ جناب کے
اٹھا غبار جب گئے گھوڑے کو داب کے
قربان قوت پسر بوترابؑ کے
ٹکڑے اڑائے لشکر خانہ خراب کے
قائل وغائے شاہؑ کے پیرو جواں ہوئے
برباد روم و شام کے لاکھوں مکاں ہوئے

(۱۱۰)

شبیرؑ سے نہ آکے کوئی جنگجو لڑا
پیاسے سے ایک ایک نہ آکر عدو لڑا
مظلوم سے نہ رن میں کوئی دوبدو لڑا
گھر گھر کے ابنِ شیر خدا چار سو لڑا
تھا طور جو امیرِ عرب کی لڑائی کا
ہوتا تھا شور لشکر شر میں دوہائی کا

(۱۱۱)

غل الاماں کا فوج مخالف میں جب ہوا
ہنگام عصر آئی فلک پر سے یہ صدا
یہ جنگ بھوک پیاس میں احسنت مرحبا
لیکن ہے یاد وہ بھی جو وعدہ تھا کچھ کیا
بس ذوالفقار میان میں رکھو تو خوب ہے
کوئی گھڑی میں مہر منور غروب ہے

(۱۱۲)

آئی صدا جو شاہؐ امم کی یہ کان میں
خوں پوچھ کر حسام رکھی شہؑ نے میان میں
لرزی زمین آئی قیامت جہان میں
یارب اثر دے درد کا میرے بیان میں
سن سن کے مومنین کی حالت تباہ ہو
مجلس میں واہ واہ نہ ہو، آہ آہ ہو

(۱۱۳)

اے مومنو! سنو یہ مصیبت کا وقت ہے
رو روکے پیٹو سرکو یہ رقت کا وقت ہے
پلٹی سپاہ شام قیامت کا وقت ہے
فرزندِ ہے
طاقت نہیں ہے نام کو شاہؐ انام میں
تنہا حسینؑ گھر گئے افواجِ شام میں

(۱۱۴)

پڑنے لگیں ادھر سے سنانیں اُدھر سے تیر
بہنے لگا جو خون تو حالت ہوئی تغیر
مجبور آہ ہوگیا کونین کا امیر
ہر سو سے وار کرتا تھا ہر اک جوان و پیر
کیا وقتِ بیکسی تھا شہؑ مشرقین پر
برسا رہے تھے دور سے پتھر حسینؑ پر

(۱۱۵)

اک نے لگایا گرز گراں وامصیبتا
سر سے گرا عمامۂ محبوب کبریا
دریا لہو کا فرقِ مبارک سے جب بہا
تیورا کے خاک پر گرے مظلومؑ کربلا
گرتے ہی ارض پاک پہ خاموش ہوگئے
قلب و جگر کے درد سے بیہوش ہوگئے

(۱۱۶)

خنجر بجھا کے زہر میں شمر لعیں بڑھا
قتلِ حسینؑ کیلئے وہ بد یقیں بڑھا
کہنی تلک چڑھائے ہوئے آستیں بڑھا
واحسرتا کہ نزدِ امام مبیں بڑھا
پہونچا جو وہ شقی تو قیامت بپا ہوئی
سجدے میں تن سے گردن اقدس جدا ہوئی

(۱۱۷)

باجے بجے جو فتح کے میدان میں اُدھر
ناموسِ مصطفیٰؐ کو ہوئی اس کی تب خبر
خیمے سے نکلی پیٹتی زینبؑ برہنہ سر
ناگاہ قتل گاہ میں پہونچی وہ نوحہ گر
دل غم سے خون ہوگیا زہراؑ کی جائی کا
دیکھا بہن نے نیزے پہ سر اپنے بھائی کا

(۱۱۸)

چلائی سر کو پیٹ کے ہے ہے یہ کیا ہوا
زہراؑ کا لال فدیۂ راہِ خدا ہوا
دو دن کا پیاسا امت جدپر فدا ہوا
سید کا تن سے فرقِ مبارک جدا ہوا
کیا جلد سر جدا ہوا حق کے فدائی کا
دیدار بھی میں دیکھنے پائی نہ بھائی کا

(۱۱۹)

پانی نہ تابہ ذبح ملا وا مصیبتا
خنجر سے کاٹا خشک گلا وامصیبتا
تنہا جہاں سے کوچ کیا وامصیبتا
خواہر کو کیوں نہ ساتھ لیا وامصیبتا
ہونے کو قید زینبؑ مغموم رہ گئی
دیدارِ آخری سے بھی محروم رہ گئی

(۱۲۰)

ناگاہ آئی حلق بریدہ سے یہ صدا
بس صبر اے بہن کرو میں تم پہ ہوں فدا
خیمے میں جاؤ حفظِ خدا میں تمہیں دیا
ہوئیں گے قید اب حرم پاک مصطفیٰؐ
رنج و غم و الم سے ہمیں کب فراغ ہے
مرکر بھی تم سبھوں کی اسیری کا داغ ہے

(۱۲۱)

پلٹیں یہ سن کے خیمے کو زینبؑ بصد فغاں
روتی تھیں در پہ دیر سے یاں ساری بی بیاں
رو رو کے پیٹ پیٹ کے ان سے کیا بیاں
لو بیبیو! شہید ہوئے شاہِؑ انس و جاں
نیزے پہ سر علم ہے شہؑ تشنہ کام کا
ماتم کرو حسین علیہ السلام کا

(۱۲۲)

فاخرؔ ہے ختم مرثیہ تیرا بحالِ زار
ہرگز نہ تھا جو نظم بعینہ پہ اختیار
عفو قصور کا ہوں میں حق سے امیدوار
آقا سے کر یہ عرض بصد عجز و انکسار
مطلب یہی ہے آپ سے بس اس حقیر کا
یا شاہ دیں قبول ہو ہدیہ فقیر کا

درد وغم میں چارہ گر ہے کربلا

بنت زہرا نقوی ندیؔ الہندی، لکھنؤ

زندگی کی رہگذر ہے کربلا — خود بھی سرگرمِ سفر ہے کربلا
جس کو پڑھ کر زندگی بہتر بنے — وہ کتابِ معتبر ہے کربلا
آج بھی مظلومیت سے پوچھئے — کس قدر نزدیک تر ہے کربلا
سچ یہ ہے بیچارگانِ دہر کی — درد و غم میں چارہ گر ہے کربلا
ہے یہی تفصیل اب تک ذکر ہے — گرچہ بے حد مختصر ہے کربلا
ساری دنیا اس کے ہے زیر اثر — شاہؑ کے زیر اثر ہے کربلا

کل بھی معراجِ بشر تھی اے ندیؔ
اب بھی معراجِ بشر ہے کربلا

✿✿✿